The Journal of Arts, Sociology and Humanities

Vol 2 No 1 Mar 2024
The Journal of Arts, Sociology and Humanities (The JASH)
thejash.org.pk
principal@thejash.org.pk

Methods of Resolving Interfaith Tensions with Special Reference to Pakistani Society

پاکستانی معاشرے میں بین المذاہب تناؤ کو دور کرنے کے طریقے

ناصرہ شریف

Abstract

Islam is the final religion by Allah Almighty. It treats its believers with respect and also urge them to show moral, economic and religious morality even with those who do not believe. Pakistan is a country of over 200 million people and a land of people from different religions. In a country like Pakistan, where religion is considered to be an integral part of the identity of a vast majority of people. It is very important to promote good inter faith relations between different faith communities. Numerous efforts have been made in every era in Pakistan to eradicate religious extremism, intolerance and hatred, which can be seen in every human society in modern times. "*Paigham-e-Pakistan*" is a serious effort in this regard. Through this plate form, inter faith and intra faith efforts include promotion of respect and diversity and restoration of trust. It will reduce the feeling of threat and fear. Islam believes of establishing a society that is safe for Muslims as well as non-Muslims. The only thing that can save humanity is teaching of Islam and See rah of Holy Prophet Muhammad ﷺ. A Muslim can adopt the best practices in the society along with other religions and sects so that religious hatred does not spread within the society and the society would build on a stronger foundation of higher human and moral values. The way in which Holy Prophet Muhammad ﷺ established the document of political, religious, socio - economic and legal rights with the Muslims, even after the glory of Islam was established, is to protect the rights of the minorities. By following these we can create an ideal society where all religions can live with the shadow of Islam. This article reviews that new generations must learn to respect other beliefs, not only their own. Inter faith and intera faith relations can be promoted by dialogues, lectures, trainings

and syllabus, because near ALLAH the dean is only Islam. The state and ulema should play their vital roles to prevent religious and sectarian hatred from spreading. Specially ulema, community leaders and social media cooperate to create an atmosphere of harmony.

تمہید

بین المذاہب ہم آہنگی صرف ایک موضوع ہی نہیں بلکہ موجودہ دور میں ایک زبردست چیلنج بھی ہے۔ہمارے معاشرے میں اس حوالے سے ایک حد تک انتہا پسندی پائی جاتی ہے ایک گروہ وہ ہے جو اس کے لیے کوشش کرنے والوں کو غدار کا نام دیتا ہے اور دوسرا گروہ وہ ہے جویہود ونصاریٰ اور دیگر مذاہب کے حوالے سے پائے جانے والے ہر اختلاف کو بھلا کر ان کی دوستی کے لیے تڑپ رہا ہے اور اس کے لیے ہر حد تک جانے کو تیار ہے۔اس صورتِ حال میں جو چیز روشنی کا کام کر سکتی ہے ،وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سُنّتِ رسولﷺ ہے۔

نبی کریمﷺ نے فرمایا:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما:کتاب اللہ و سنتۃ نبییہ[1]

دنیا کے تمام مہذب معاشروں اور مذاہب ِ عالم نے اپنے ماننے والوں کے لیے کچھ اُصول بنائے اور افراد کو آپس میں پیار اور محبت سے رہنے کا درس دیا ہے۔ہر مذہب نے بنی نوع انسان کو بتایا کہ زندگی کا اصل مقصد دوسروں کی خدمت کرنا اور اُن کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ ِ حیات ہے اور اس کی بنیاد میں ہی تمام انسانوں سے محبت کا عنصر شامل ہےاسلام آفاقی و عالمگیرمذہب ہونے کے ناطے تمام الہامی مذاہب کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی توثیق کرتا ہے ۔ایک طرف وہ کسی مذہب کو مسترد نہیں کرتا تو دوسری طرف اُمتِ مسلمہ کو تمام الہامی مذاہب و انبیاء اور آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا پابند کرتا ہے اور اس کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا ہے۔

﴿وَٱلَّذِينَ يُؤۡمِنُونَ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبۡلِكَ وَبِٱلۡأٓخِرَةِ هُمۡ يُوقِنُونَ﴾[2]

اسلام میں فرقے،نسل،رنگ جنس اور علاقے کی کوئی قید نہیں ہے ،یہ دوسروں کی خدمت کو اعلیٰ عبادت قرار دیتا ہے۔ اور ان کے حقوق کی ادائیگی کو لازمی ٹھہراتا ہے۔ بقول مولانا مودودی:

"اسلامی ریاست غیر مسلموں کی ذمہ داری اپنی طرف یا مسلم باشندوں کی طرف سے نہیں لیتی بلکہ خدا اور رسول کی طرف سے لیتی ہےاور اس کی اہمیت اس درجے کی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم حکومت میں مسلمانوں کا قتل عام بھی کر دیا جائے تو ہم انتقاماً اپنے ملک میں اس کے ہم مذہب ذمیوں کا بال تک بیکا نہیں کر سکتے۔ایک اسلامی حکومت میں کوئی پارلیمنٹ ان کے شرعی حقوق غصب کرنے کی سرے سے مجاز ہی نہیں ہے۔" [3]

---

[1] مؤطا امام مالک، امام مالک ،باب النہی القول بالقدر

[2] سورۃ البقرۃ،4

[3] اسلامی ریاست ،سید ابو الاعلیٰ مودودی ،اسلامک پبلیکیشنز ،لاہور،ص506

مسلمانوں نے ہر دور میں مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کی اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں، نبی کریم ﷺ کا دور ہو خلافتِ راشدہ یا بنو امیہ و عباس کا دور۔ مسلمانوں نے ہمیشہ اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے۔اس کے برعکس مسلمانوں کو ،جہاں بھی وہ اقلیت میں ہوئے وہاں انہیں قطعاً نظر انداز کیا جاتا رہا۔ان کے بنیادی حقوق کی پامالی ہوتی رہی ،ان کے لیے اپنے بنیادی مذہبی تشخص کو برقرار رکھنا محال ہو گیا ہے۔ان کی عبادت گاہوں کو مسمار کیا جاتا رہا،ان کے بنیادی حقوق سلب کیے جاتے رہے اس کی تازہ مثالیں بابری مسجد کی شہادت اور اس کی جگہ مندر کی تعمیر ہے۔ نیوزی لینڈ کی مسجد میں مسلمانوں پر حالت نماز میں حملہ اور کینیڈا میں مسلمان گھرانوں کا قتل،یہ کس مذہب میں جائز ہے۔سُلوک دنیا کے ترقی یافتہ قوموں میں مسلمانوں کے ساتھ اکسیویں صدی میں ہوا جبکہ ڈھنڈورا مسلمانوں کے متشدد ہونے کا پیٹا جاتاہے۔

پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس میں رہنے والے تمام لوگ رنگ،نسل،زبان اور مذہب کی بنیادوں پر مکمل آزادی رکھتے ہیں۔اسلام کی طرح پاکستان میں بھی دیگر مذاہب کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۔قائداعظم نے اقلیتوں کو اپنا حصہ قرار دیا تھا ،پاکستانی پرچم میں سفید رنگ اقلیتوں کو ظاہر کرتا ہے۔پاکستان کا آئین بھی پاکستان میں رہنے والے تمام لوگوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

پاکستانی معاشرے میں بین المذاہب تناؤ کو دور کرنے کے طریقے

پاکستانی معاشرے میں مذہبی تناؤ کو دور کرنے کے لیے ہر دور میں کوششیں کی جاتی رہی ہیں ،ذیل میں بھی چند مسلمہ اُصولوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے ۔

مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کا لحاظ

تمام مذاہب کے درمیان ایک ہم آہنگی اور یگانگت پیدا کی جا سکتی ہے لیکن اس بات کا خیال رہے کہ کسی مذہب کے لوگوں کو نظر انداز نہ کیا جائے ۔اس سلسلہ میں قرآن و سنتِ رسولﷺ سے راہنمائی لی جا سکتی ہے قرآن واشگاف الفاظ میں اس کی طرف دعوت دیتا ہے۔

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾[4]

پاکستان میں چونکہ غالب مذہب اسلام ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی قانون سازی کریں کہ اقلیتوں کو بھی آگے آنے کا موقع ملے۔نبی کریمﷺ نے بھی مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کی تو اس وقت مدینہ میں موجود دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی اس حکومت کا حصہ بنایا گیا ۔

اس سلسلہ میں حقوق و فرائض کا تعین کر کے اُن پر اعتماد کیا گیا تھا۔اس وقت ان کو مذہبی آزادی بھی حاصل تھی اور دیگر مراعات بھی۔ پاکستان میں شروع سے ہی اقلیتوں کو اہمیت دی گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ غیر مسلم اقلیتوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور انداز میں حصہ لیا تھا۔ قائداعظم انہی قربانیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو

---

[4] سورۃ آل عمران64

قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔قیامِ پاکستان کے وقت سکھوں اور عیسائیوں نے پاکستان میں شمولیت کا اعلان کیا تھا۔اور بھارت کے مقابلے میں پاکستان کے ساتھ کو ترجیح دی تھی۔ پاکستان کے مسلمان عوام بھی ان کی ان کاوشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اس کے برعکس پاکستان میں جس مذہبی تفریق اور فرقہ واریت کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے وہ صرف جھوٹ کا پلندہ ہے۔پاکستان میں مختلف مذاہب کے لوگ متحد ہیں اور امن کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔

معاشرے میں رہنے والے تمام طبقات کی ذمہ داری ہے کہ وہ مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کو فروغ دیں اس کے لیے سماجی اداروں،عبادت گاہوں اور مختلف سہولیات کو استعمال کریں۔پاکستانی معاشرے میں کوئی ایسا اقدام نہ لیا جائے جس کی وجہ سے رواداری اور ہم آہنگی کی جگہ منافرت اور مذہبی فرقہ واریت جنم لے ۔

قرآن نے بھی دیگر مذاہب اور ان کے الہاوں کی تضحیک سے منع فرمایا ہے۔

﴿وَلَا تَسُبُّوا۟ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ فَيَسُبُّوا۟ ٱللَّهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾[5]

اگر کہیں ایسا ہو بھی تو اس کو عقل مندی اور صبر کے ساتھ حل کیا جائے۔کہیں اختلاف رائے ہو تو اس کو علمی سطح پر طے کیا جائے۔اس میں اسلامی قوانین سے راہنمائی لی جا سکتی ہے۔اسلام سے بڑھ کر کسی مذہب نے رواداری کی بات نہیں کی۔ضرورت اس بات کی ہے کہ صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات کو نافذ کیا جائے۔ وقت کی ضرورت ہے کہ پاکستان ،جو کثیر المذاہب ملک ہے ،کو مذہبی طور پر ترقی دی جائے جس سے پاکستان کا وقار پوری دُنیا میں بلند ہو۔

مکالمہ بین المذاہب کو فروغ

مختلف مذاہب کے درمیان مکالمہ آج کے اہم موضوعات میں سے ایک اہم موضوع ہے جس میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے علماء آپس میں گفتگو کریں اور مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان مفاہمت اور رواداری کو فروغ دینے کی کوشش کریں۔

''مکالمہ بین المذاہب کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ جہاں مختلف مذاہب کے پیروکار ایک سوسائٹی کے طور پر مشترک زندگی بسر کر رہے ہوں اور انہوں نے اکٹھے ہی رہنا ہے تو وہ اپنے اپنے مذہب کے دائرے میں رہتے ہوئے اکٹھے رہنے کے امکانات اور وسعتوں پر گفتگو کریں کہ وہ کن معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ چل سکتے ہیں اور کہاں کہاں گنجائش پیدا کر سکتے ہیں۔اور جہاں وہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے مذہبی عقائد و احکام کی رو سے تعاون نہیں کر سکتے اور اکٹھے نہیں چل سکتے وہاں ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور تصادم سے بچنے کے لیے کیا راستہ نکال سکتے ہیں؟''

مذہبی تہواروں اور رسومات کو منانے کی اجازت

اسلام کے بنیادی تصوارات میں سے ہے کہ ایک مسلم ریاست میں رہنے والے غیر مسلموں کوشائستگی کے دائرہ میں رہتے ہوئے آزادی سے اپنی معاشرتی ،مذہبی تہواروں کو منانے کی اجازت ہے ،اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالے۔ وہ اپنی عبادت گاہوں کی حفاظت کر سکتے ہیں ،ان کی مرمت اور دیکھ بھال درحقیقت ریاست

---

[5] سورہ الانعام،108

کی ہی ذمہ داری ہے۔ہر انسان کو اپنے مذہب اور عبادت گاہوں سے والہانہ لگاؤ ہوتا ہے۔مسلمانوں کو مسجدوں سے،عیسائیوں کو چرچ سے اور ہندوؤں کو مندروں سے ۔مسلمانوں نے ہر دور میں ان عبادت گاہوں کے تحفظ کو یقینی بنایا۔

"خود نبی کریمﷺ نے مسجدِ نبوی میں نصاریٰ کو عبادت کی اجازت مرحمت فرمائی جبکہ انہوں نے مشرق کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کی بعض مسلمانوں نے انہیں روکنا چاہا مگر نبی کریم ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔"[6]

صلحِ حدیبیہ کے موقع پر کتنے ہی مواقع ایسے ائے کہ ہوں محسوس ہاتا کہ یہ معاہدہ ابھی ختم ہو جائے گا لیکن نبی کریمﷺ نے دورس نتائج کی خاطر کفار کی کڑوی کسیلی باتوں کو برداشت کیااور ان کے بے جا مطالبات کو مان کر حالات کو مکدر ہونے سے بچا لیا۔[7]

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق نے غیر مسلموں کے ساتھ جو معاہدے کیے وہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔حضرت عمر کے زمانے میں جتنے ممالک فتح ہوئے اُن میں کوئی معبد نہیں توڑا گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا:

"یہ امان ہے جو اللہ کے غلام امیر المومنین نے اہلِ ایلیا کو دی ۔یہ امان جان و مال ،گرجا ،صلیب ،تندرست و بیمار اور ان کے تمام اہل مذہب کے لیے ہے۔نہ ان کے گرجا میں سکونت اختیار کی جائے گی ،نہ وہ ڈھائے جائیں گے ، نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا۔نہ ان کے صلیبوں اور ان کے مال میں کمی کی جائے گی ،مذہب کے معاملے میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا ،نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔"[8]

علامہ کاسانیؒ نے فرمایا:

" وہ مقامات جو امصار المسلمین نہیں ہیں تو ان میں غیر مسلموں کو نئے معابد بنانے کی بھی عام اجازت ہے۔اس طرح وہ مقامات جو امصار المسلمین نہیں رہے یعنی وہاں اقامت جمعہ و اعیاد اور اقامت حدود کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہو ان میں بھی غیر مسلموں کو نئے معابد کی تعمیر اور اپنے شعائر کے اظہار کا حق ہے۔"[9]

پاکستان میں اس اُصول کے تناظر میں مسیحی، سکھ اور ہندو برادری کو آزادی حاصل ہے،پاکستان میں ہر حکومت کے دور میں سیر حاصل کوششیں کی گئی ہیں مثلاً نواز شریف دور میں کٹاس مند ر کی مرمت کروائی ،پانی کا پلانٹ لگوایا اور اس کام پر تقریباً پانچ کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ موجودہ حکومت کی کوششیں بھی اسی طرز کی ہیں۔جس میں سب سے اہم سکھ برادری کے لیے گورداروں کو کھولنا اور ان کو بھارت سے پاکستان آنے کی اجازت دینا شامل ہے۔ اسی طرح ہندوؤں اور سکھوں کے لیے قانوں سازی بھی کی گئی ہے۔جسے دنیا بھر کی سکھ برادری نے سراہا ہے مثلاً شادی کے حوالے سے قانون سازی کی گئی جو ابھی تک بھارت جیسے سیکولر ملک میں بھی نہیں ہو سکتی۔ عیسائی برادری بھی پاکستان میں اپنے حقوق کا تحفظ محسوس کرتی ہے۔اکا دکا واقعات جیسے گوجرہ یا جوزف کالونی کا تصادم جیسے افسوس ناک واقعات ۔اس طرح کے واقعات تو ہر معاشرے میں پائے جاتے ہیں تاہم ان میں تواتر نہیں ہونا چاہیے۔پاکستان میں بھی پُر امن اور بین المذاہب ہم آہنگی

[6] رحمۃ للعلمینﷺ ، محمد سلیمان منصور پوری،الفیصل ناشران لاہور،ج1،ص 182

[7] سیرت النبیﷺ ،مولانا شبلی نُعمانی، الفیصل ناشران و تاجران کتب،لاہور،ج1،ص 423

[8] الفاروق ،علامہ شبلی نعمانی ،مکتبہ رحمانیہ،لاہور،ص156

[9] بدائع والصنائع فی ترتیب الشرائع،علاوالدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بیروت،دارالاحیاء التراث العربی،ج7،ص114

والا پاکستان پروان چڑھ رہا ہے۔ لیکن اس سب کے ساتھ ساتھ اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ مسلمان ان کے مذہبی پیشواؤں کو انہی بے قدر کی طرح حصہ نا شروع کر دیں اور اپنی بات بھی بھول جائیں۔ دیانت اور اپنے عقیدے کی کمزوری کا اظہار نہ ہونا چاہیے۔ اس لیے اس اصول میں توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔ اور افراط وتفریط کی دو انتہاؤں سے بچتے گزرنا ہے۔

. بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ پاکستانی معاشرے میں مختلف مذاہب کے رہنے والوں کو کم سے کم وہ حقوق دینے ہوں گے جو شریعت میں مقرر کیے گئے ہیں۔ مثلاً "مذہب کی پوری آزادی، مذہبی تعلیم کی اجازت، مذہبی لٹریچر طبع او رشائع کرنے کی اجازت، قانون کے حدود میں مذہبی بحث کی اجازت، معابد کی حفاظت، پرسنل لاء کی حفاظت، جان و مال اور عزت کی حفاظت۔ دیوانی اور فوجداری قوانین میں مسلمانوں کے ساتھ پوری مساوات۔ حکومت کے عام برتاؤ میں ذمی اور مسلم رعایا کے درمیان عدم امتیاز۔ معاشی کاروبار کے ہر میدان میں مسلمانوں کی طرح یکساں مواقع۔ حاجت مند ہونے کی صورت میں مسلمان کی طرح ذمی کا بھی بیت المال سے مدد پانے کا استحقاق۔"[10]

اسی طرح یہ ان کا حق ہے کہ ان کی خبر گیری کی جائے، ان کے انسانی حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔ خود نبی مکرم ﷺ جب کسی یہودی کا جنازہ گزرتا تو آپ ﷺ اس کے احترام میں کھڑے ہو جاتے۔[11] یہ حقوق صرف کاغذ کی حد تک ہی نہیں ہوں گے بلکہ عملاً انہیں ادا کیے جائے گے وگرنہ ان سے پوچھ ہو گی، قطع نظر اس بات کے مسلمانوں کو غیر مسلم ریاستوں میں کیا حقوق دیلے جا رہے ہیں۔

اختلافات کی بجائے مشترکات کی طرف دعوت

دنیا کے ہر ملک میں مسائل ہوتے ہیں اور وہ مل بیٹھ کر حل کر لیے جاتے ہیں، ایسا ہی پاکستان میں بھی ہوتا ہے۔

اختلافات ہر جگہ موجود ہوتے ہیں ان کو ختم نہیں کیا جا سکتا، لیکن اُن کا مناسب حل ضرور تلاش کیا جا سکتا ہے۔

" قومی اور ملی حوالہ سے ہمارے مشترکات بھی ہیں، اور مشترکات کی فہرست اختلافات سے کہیں زیادہ طویل ہے۔ اگر ہم عوامی محاذ پر ملی اور قومی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے مشترکات پر زیادہ گفتگو کریں تو ہم آہنگی اور رواداری کی فضاء قائم کی جا سکتی ہے۔ ہمارے بہت سے قومی، دینی اور معاشرتی مسائل حل طلب ہیں اور ہماری مشترکہ محنت ان کے حل میں مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ بلکہ ہماری عدم توجہ کی وجہ سے وہ مسائل حل طلب چلے آ رہے ہیں۔ اس لیے مذہبی راہنماؤں کو اختلافات کو اپنے دائرہ میں ضرور اظہار کرنا چاہیے مگر مشترکات کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ مذہبی کشیدگی کم ہو گی بلکہ مسائل کے حل کی راہ بھی ہموار ہو گی۔ اور قوم کو بہت سی مشکلات سے نجات ملے گی۔ "[12]

---

[10] اسلامی ریاست، مولانا مودودیؒ، ص 507

[11] دیکھیے صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب الجنائز

[12] مذہبی ہم آہنگی اور باہمی رواداری کے تقاضے، مولانا ابو عمار زاہد الراشدی، ماہنامہ الشریعہ، جلد26، شمارہ:4 اپریل 2015، ص4

میڈیا کا مثبت کردار

میڈیا اہلکاروں کی ذمہ داری ہے کہ ایسا کوئی پروگرام نشر نہ کیا جائے جو مذہبی تشدد کو جنم دے اور منافرت پیدا کرئے اور پاکستان کے تشخص کو نقصان پہنچے۔ اگر اختلافی نوعیت کا پروگرام پیش کرنا بھی ہے تو اس کے لیے بھی اچھے اورمناسب لہجے کی ضرورت ہے اور تحقیق کے بغیر بال برابر بات بھی ذکر نہ کی جائے۔

بقول مولانا زاہد الراشدی:

" اختلاف کی رپورٹنگ کے لیے بھی اچھے الفاظ اور مناسب لہجے کی ضرورت ہے ۔ہمارے بہت سے جھگڑے مبالغہ آمیز رپورٹنگ کی وجہ سے کھڑے ہوتے ہیں اور خبر کا اشتعال انگیز لہجہ بات کو سنوارنے کی بجائے بگاڑنے کا باعث بنتا ہے۔۔۔اختلاف کے اظہار میں شدت اور غلو کا یہ ماحول صرف مذہبی دنیا میں ہی نہیں ہے بلکہ ہمارا سیاسی ماحول بھی یہی منظر پیش کر رہا ہے اور زندگی کے دیگر شعبوں کی صورتحال بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔۔"[13]

اسی تحقیق کو قرآن نے اُصول کے طور پر پیش کیا ہے۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمۡ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوۡمَۢا بِجَهَٰلَةٖ فَتُصۡبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلۡتُمۡ نَٰدِمِينَ﴾[14]

"بد قسمتی سے ہمارا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا بھی کُھل کر ان لوگوں کو بے نقاب کرنے سے قاصر ہے کیونکہ دشمن قوتوں کےآلہ کاروں کا میڈیا سے کسی نہ کسی حوالے سے تعلق ہے۔اس مفاد پرست اور دُشمن ٹولے نے پچھلے کچھ عرصے سے عوام کو اپنے لچھے دار اور مصالحہ دار معاشرتی،لسانی ،علاقائی اور مذہبی نعروں کے ذریعے سے ورغلانے کی کوششیں تیز کر رکھی ہیں جس کے نتیجے میں بے شمار بم دھماکوں میں پاکستان کے معصوم لوگوں نے ان ظالموں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہوئے اپنی جانیں گنوائیں اور ان سفاکانہ روائیوں کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ افراد بھی شہید ہو چکے ہیں۔" [15]

موجودہ دور میں جنگیں اسلحہ کے زور سے نہیں بلکہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے لڑی جاتی ہیں اگر انہی کا استعمال درست انداز میں نہیں کیا جائے گا تو مطلوبہ نتائج کا حصول ممکن نہ ہو سکے گا۔

بنیادی عقائد کو تسلیم کرنا

پاکستان میں رہنے والوں کا غالب مذہب اسلام ہے لہذا اسلام کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا اپنےعقائد کا پرچار نہیں کر سکتا لیکن اپنے عقائد پر عمل پیرا ہونے میں اس کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ عقائد بنیادی طور پر تمام مذاہب کے ایک جیسے ہیں کیونکہ دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔

﴿إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَٰمُۗ وَمَا ٱخۡتَلَفَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَٰبَ إِلَّا مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلۡعِلۡمُ بَغۡيَۢا بَيۡنَهُمۡۗ وَمَن يَكۡفُرۡ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ فَإِنَّ ٱللَّهَ سَرِيعُ ٱلۡحِسَابِ﴾[16]

---

[13] ایضاً

[14] سورۃ الحجرات،6

[15] https://www.humsub.com.pk/368993/imran-amin-25/

[16] سورہ آل عمران،19

اس اصول کی بنیاد پر دین تو اسلام ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب ،جو اب اپنی حقیقی شکل میں دستیاب نہیں ہیں ،کے عقائد کا احترام لازم ہے ۔

پاکستان میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کو تحفظ دینے کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد دین کی بنیادی باتوں کی تعلیم رکھتا ہو اور دین کے بنیادی اُصولوں سے مکمل آگہی حاصل کرنے کے بعد عملی زندگی میں ان پر مکمل طور پر عمل پیرا ہو۔ انہی اصولوں سے عدم واقفیت کی بنیاد پر اسلام کے نام پر حاصل کیے گے ملک میں عدم استحکام کے لیے بین الاقوامی طاقتیں ہوا دیتی رہتی ہیں۔

مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان تعاون

پاکستان کے بہتر تشخص کو اُجاگر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ یہاں آباد تمام مذہبی اقلیتوں کے ساتھ تعاون اور برداشت کے رویوں کو پروان چڑھایا جائے۔اور تمام کے ساتھ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔ خود نبی کریمﷺ نے مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم کیے اور سیاسی معاندات فرمائے۔قرآن نے بھی لوگوں کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات کرنے کا حکم دیا۔

﴿وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسۡنٗا﴾[17]

دنیا کے ذخیرہ اخلاق میں مذہبی رواداری کے تعلق سے یہ بات نادر الوجود ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب نے دشمنوں ،بطور خاص مذہب اور عقیدے کی بنیاد پر دشمنوں کے ساتھ عفو ودرگزر کے برتاؤ کو لازمی قرار دیا ہو،جبکہ اسلامی تاریخ اس طرح کے ہزاروں واقعات سے بھری پڑی ہے۔

اختلاف رائے کی قبولیت

مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کی راہ میں جو بڑی رکاوٹ ہے وہ باہمی اختلافات ہیں اختلافات کو اسی سطح پر رکھا جائے جس سطح کا وہ اختلاف ہے ،یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر اختلاف پر کفر و اسلام کا فتویٰ دے دیا جائے۔ یہ اختلاف فطری نوعیت کا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

﴿وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ ٱلنَّاسَ أُمَّةٗ وَٰحِدَةٗۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخۡتَلِفِينَ. إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمۡۗ وَتَمَّتۡ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمۡلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ ٱلۡجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ أَجۡمَعِينَ﴾[18]

اس آیت میں رواداری کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ ہر ایک کے پیش نظر یہ بات رہنی چاہیےکہ مختلف طبقات میں جو مذہبی اور فکری اختلاف ہے ،وہ فطری ہے اور اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کے مطابق ابتدائی معاشرہ وحدت پر مبنی تھا اور یہ تکثیریت بعد کی پیداوار ہے۔ بقول ڈاکٹر خالد علوی ''حق ہونے کے باوجود تعبیر و عمل کا اختلاف رکھنے والے گروہ ایک معاشرتی حقیقت ہیں۔قرآن اسے تسلیم کرتا ہےاور انہیں یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنی تعبیر کے مطابق عمل کریں۔ لوگوں کو جبراً ایک نظریے پر متفق کرنا منشاء الہیٰ کے خلاف ہے۔''[19]

---

[17] سورۃ البقرہ،83

[18] سورہ ہود،118،119

[19] اسلام اور اقلیتیں ،ڈاکٹر خالد علوی ،دعوۃ اکیڈمی،اسلام آباد،ص52

اگر اختلاف کی ضرورت پیش بھی آتی ہے تو اس کو مناسب زبان ،موزوں الفاظ ،معقول لہجے اور معقول موقع پر ذکر کیا جائے۔ حضرت موسی اور فرعون کا مذہبی اختلاف تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے موسی کو فرعون کی طرف روانہ کیا تو یہ حکم دیا۔

﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾[20]

اس حوالے سے سنجیدہ محنت کی ضرورت ہے تاکہ اختلاف ،اختلاف رہے وہ جھگڑے کی صورت اختیار نہ کرئے ۔اختلاف رائے کے آداب کو نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔

معاشرتی بائیکاٹ کے ماحول کا خاتمہ

اسلام اس بات کا داعی ہے کہ مسلم ریاست میں غیر مسلموں کو نہ صرف اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی حاصل ہو بلکہ انہیں تعلیم،روزگار اور انصاف کے بھی یکساں مواقع دستیاب ہوں۔اُن کے ساتھ اگر محبت نہیں رکھی جا سکتی تو اُن کو برداشت لازماً کیا جائے اور اُن کے ساتھ نرمی اور حُسنِ سلوک کا معاملہ رکھا جائے ۔اسلام تو تمام انسانوں اور انسانیت کی خدمات کا درس دیتا ہے۔یہ سب روادوی کی مختلف شکلیں ہیں

مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دینے والے اہم کردار

مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے مزہبی راہنما،اُستاد والدین اور معاشرے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔یہی چاروں اہم کردار ہیں اگر یہ مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم مطلوبہ نتائج حاصل نہ کر سکیں۔ والدین بھی اپنے بچوں کو شروع سے یہ بات سکھائیں کہ دیگر گروہوں اور مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ کس طرح رہا جاتا ہے کہ اپنی اقدار بھی متاثر نہ ہوں اور ان کو بھی معاشرتی دھارے میں ساتھ رکھا جائے۔

علماء کرام کا خصوصی کردار

علماء کرام کی ذمہ داری یہاں بہت بڑھ جاتی ہے ان کو چاہیے کہ وہ متنازع تقاریر سے گریز کریں جس سے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی دل آزاری ہوتی ہو۔انہیں اپنے مذہب کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کی بھی تعلیمات کا پتہ ہو تاکہ ادیان کا تقابل کر کے وہ مناسب راہنمائی فراہم کر سکیں۔ اپنے علاوہ وہ معاشرے پر بھی گہری نظر رکھیں اور جو بھی مذہب کے نام پر تشدد کا باعث بن رہا ہے اس کی نشان دہی کریں اور اس کی مذمت بھی کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ اگر دعوت کا کام سر انجام دیتے ہیں تو سورۃ النحل کے اس اُصول کو ضرور سامنے رکھیں۔

﴿ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ ۖ وَجَٰدِلْهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾[21]

قانون سازی

پاکستانی معاشرے میں دیگر مذاہب کے لوگوں کے جان و مال اور عزت ویسے ہی محفوظ ہونے چاہیے جیسے کہ خود مسلمانوں کے۔اگر ایسے لوگ معاشرے میں کسی فتنہ کا باعث نہیں ہیں تو ان کے حقوق بالخصوص مذہبی حقوق کے لیے

---

[20] سورہ طہ،44.

[21] سورۃ النحل،125.

موثر قانون سازی کی جائے اور اس کو عملاً نافذ بھی کیا جائے اور اس سلسلہ میں کسی گروہ،طبقے اور جماعت کا دباؤ برداشت نہ کیا جائے۔اور اس امن کی فضاء کو جو بھی سبوتاس کرنا چاہے اس سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے۔دیگر مذاہب کے لوگوں کو قانون سازی اور پالیسی سازی میں حصہ ملنا چاہیے۔

سفارشات و تجاویز

مندرجہ بالا تفصیلات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی ریاست غیر مسلموں کے حقوق کا نہ صرف تحفظ کرتی ہے بلکہ عدل واحسان کے اعلیٰ معیارات کو بھی قائم رکھتی ہے۔یہ بات مسلمانوں کی نفسیات کا حصہ ہے کہ وہ غیر مسلموں سے عدل کا برتاؤ کرتے ہیں ان کے ہاں اس کی حیثیت تہذیبی قدر کی ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ اس کی قدر کی ہے ،تاہم ہر معاشرے میں چیزوں کو بہتر کرنے کی گنجائش موجود ہو تی ہے،لہذا مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

1۔اقلیتوں کی اسی اہمیت کے پیش نظر پاکستانی عوام کو تمام مذہبی طبقات کو قبول کرنا چاہیے۔

2۔سیرت النبیﷺ مذہبی رواداری کے واقعات سے بھری پڑی ہے ۔نصاب ِ تعلیم میں سیرت کو شامل کر کے صالح اور دینی اور روحانی اقدار کے حامل معاشرے کی تشکیل ممکن ہے۔

3۔پاکستانی معاشرے میں نبی کریمﷺ اور صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین کے طریقے پر چلتے ہوئے اجتماعی عدل کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

4۔پاکستانی معاشرے میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے موثر قانون سازی کے ساتھ اس پر عمل بھی لازمی ہے۔

5۔دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے حقوق کی ادائیگی کے لیے منبر و محراب سے مدد لی جا سکتی ہے۔مذہبی راہنماؤں کے ذریعے متعصبانہ اور فرقہ وارانہ تنازعات کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

6۔پاکستانی معاشرے میں غیر مسلموں کے ساتھ اچھا سلوک اور بہتر معاشرتی تعلقات قائم کر لے ان کو اپنے سے قریب کیا جا سکتا ہے اور ان کی غلط فہمیوں کو دُور کیا جا سکتا ہےاس سے معاشرے میں باہم محبت اور ہم اہنگی کی فضاء قائم ہو گی اور معاشرہ مستحکم ہو گا۔

7۔اس سلسلہ میں میڈیا اپنا مفید اور مثبت کردار ادا کر سکتا ہے۔اور جلتی پر تیل ڈالنے کی بجائے حقائق کو پیش کرئے اور پاکستان کا مثبت چہرہ دنیا کو دکھائے۔اور مذہبی غلط فہمیوں کو دور کرئے۔

8۔اس سلسلہ میں حکومت اورعوام کا فرض ہے کہ وہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہونے والے ملک دشمن سازشوں سے با خبر رہے اور بر وقت اُن کا تدارک یقینی بنائے۔

9۔اختلاف رائے کو پاکستانی معاشرے میں اہمیت دی جائےاور کھلے دل و دماغ کے ساتھ دوسروں کی آراء کو سنا جائے،بات قبولیت کی نہیں بلکہ اہمیت اس بات کی ہے کہ پاکستان کے رہنے والے چاہے اسلام سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی اور مذہب سے،ان کی تربیت اس طرح کی جائے کہ وہ اپنی رائے کو پیش کرنا تو جانتے ہوں،دوسروں پر مسلط کرنا ہرگز نہیں۔

10-۔ بین المذاہب رواداری کو فروغ دینے کے لیے مذہبی برداشت، صبر کو پروان چڑھانا ہو گا ،اور اس مقصد کے حصُول کے لیے نصاب،اساتذہ اور علماء کرام کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہوں گی۔بالخصوص نوجوان نسل ،جو پاکستان کو آبادی کا اندازاً نصف ہے ،ان کے اندر سے اقلیتوں کے خلاف جو نفرت ہے اس کو ختم کیا جائے۔

11۔مذہبی روادای کو عام کرنے کے لیے مختلف مذاہب کے علماء کرام کے درمیاں مذاکرات اور کانفرنسوں کا باقاعدگی سے انعقاد کروایا جا نا چاہیے۔

12۔تمام کوششوں کے باوجود اگر بین المذاہب ہم آہنگی شریعت کے اُصولوں کے مطابق نہیں ہو پاتی اور دیگر مذاہب کے لوگ اس ماحول کو اپنے لیے خطرے اور پریشانی کا باعث سمجھتے ہیں تو تو پھر مذہبی اجارہ داروں سے سختی سے نمٹا جائے

13۔ تحقیر آمیز رویوں پر قابو پا کر پاکستانی معاشرے کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

وقت کی ضرورت ہے کہ ہم تمام مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ انصاف اور رواداری کا مظاہرہ کریں ۔پاکستان چونکہ کثیر مذہبی ریاست ہے لہذا وہ ان اقلیتوں کے ساتھ کسی بھی طرح کے امتیازی سلوک،عدم انصاف اور انہیں نظرانداز کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

حوالے و حواشی

1. مؤطا امام مالک، امام مالک ،باب النہی القول بالقدر
2. سورۃ البقرۃ،4
3. اسلامی ریاست ،سید ابو الاعلیٰ مودودی ،اسلامک پبلیکیشنز ،لاہور،ص506
4. سورۃ آل عمران64
5. سورہ الانعام،108
6. رحمۃ للعلمینﷺ ، محمد سلیمان منصور پوری،الفیصل ناشران لاہور،ج1،ص 182
7. سیرت النبیﷺ ،مولانا شبلی نُعمانی، الفیصل ناشران و تاجران کتب،لاہور،ج1،ص 423
8. الفاروق ،علامہ شبلی نعمانی ،مکتبہ رحمانیہ،لاہور،ص156
9. بدائع والصنائع فی ترتیب الشرائع،علاوالدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بیروت،دارالاحیاء التراث العربی،ج7،ص114
10. اسلامی ریاست ،مولانا مودودیؒ،،ص 507
11. دیکھیے صحیح بخاری،امام بخاری،کتاب الجنائز
12. مذہبی ہم آہنگی اور باہمی رواداری کے تقاضے ،مولانا ابو عمار زاہد الراشدی،ماہنامہ الشریعہ،جلد26،شمارہ:4 اپریل 2015،ص4

13. ایضاً
14. سورۃ الحجرات،6
15. /https://www.humsub.com.pk/368993/imran-amin-25
16. سورہ آل عمران،19
17. سورۃ البقرہ،83
18. سورہ ہود،118،119
19. اسلام اور اقلیتیں ،ڈاکٹر خالد علوی ،دعوۃ اکیڈمی،اسلام آباد،ص52
20. سورہ طہ،44
21. سورۃ النحل،125